ماہنامہ السنۃ، شمارہ نمبر 71

ذوالقعدہ 1435ھ، بمطابق ستمبر 2014ء

عالم الغیب کون؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی و اجماعی عقیدہ ہے۔ اس اجماعی عقیدے کے خلاف نبی اکرم ﷺ کے عالم الغیب ہونے کے نظریے کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

نصاریٰ اور روافض کا نظریہ :

انبیا کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ اسلاف امت میں کسی سے بھی ثابت نہیں، بلکہ یہ نصاریٰ اور روافض (دشمنانِ صحابہ شیعوں) سے ماخوذ ہے، جیسا کہ:

❁ علامہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ، سہیلی رحمہ اللہ (508-581ھ) لکھتے ہیں:

فَلِذٰلِكَ كَانَ الْمَسِيحُ عِنْدَهُمْ يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَيُخْبِرُ بِمَا فِي غَدٍ، فَلَمَّا كَانَ هٰذَا مِنْ مَّذْهَبِ النَّصَارَى الْكَذِبَةِ عَلَى اللّٰهِ، الْمُدَّعِينَ الْمُحَالِ.

''اسی لیے نصاریٰ کے ہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے اور آئندہ کی باتوں کی خبر دیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے اور ناممکنات کا دعویٰ کرنے والے نصاریٰ کا یہ حال تھا، تو۔۔۔''

(الروض الأنف: 404/2، عمدة القاري للعيني الحنفي: 55/1)

قرآني دليل :

اب اس عقیدے کے متعلق قرآنی دلیل ملاحظہ فرمائیں:

❁ ہمارے نبی محمد ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ﴾ (الأنعام 6 :50)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب جانتا ہوں، نہ ہی میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔''

❁ سیدنا نوح علیہ السلام کا اپنی قوم سے خطاب اللہ تعالیٰ نے یوں نقل فرمایا ہے:

﴿وَلَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُولُ اِنّي مَلَكٌ﴾ (هود 11 :31)

''میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب جانتا ہوں، نہ ہی میں فرشتہ ہوں۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام، ابوجعفر، نحاس (م:338ھ) لکھتے ہیں:

﴿وَلَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ﴾، أَخْبَرَ بِتَوَاضُعِهِ وَتَذَلُّلِهِ لِلّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَأَنَّهُ لَا يَدَّعِي مَا لَيْسَ لَهُ؛ مِنْ خَزَائِنِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَهِيَ إِنْعَامُهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَأَنَّهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ؛ لِأَنَّ الْغَيْبَ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ.

''﴿وَلَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ﴾ (میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔) یہ فرما کر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کیا ہے، نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے آپ کے پاس نہیں ہیں، آپ ایسا کوئی دعویٰ بھی نہیں کرتے۔ یہ تو اللہ

تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے، جس بندے پر چاہے کرے۔ یہ بھی بتایا کہ آپ ﷺ غیب نہیں جانتے، کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔''

(إعراب القرآن: 167/2)

علامہ، ابو اسحاق، ابراہیم بن سری، زجاج رحمہ اللہ (311-241ھ) فرماتے ہیں:

فَأَعْلَمَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ لَا يَمْلِكُ خَزَائِنَ اللّٰهِ الَّتِي بِهَا يَرْزُقُ وَيُعْطِي، وَأَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَيُخْبِرَهُمْ بِمَا غَابَ عَنْهُ مِمَّا مَضٰى، وَمَا سَيَكُونُ إِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ.

''نبی اکرم ﷺ نے ان (مشرکین) کو بتایا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رزق و بخشش والے خزانوں کے مالک نہیں۔ نیز آپ ﷺ غیب نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر انہیں ان واقعات کی خبر دیں، جو آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں پیش آ چکے تھے یا آئندہ رونما ہونے والے تھے۔''

(معاني القرآن وإعرابه: 250/2)

مشہور مفسر، علامہ، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد، قرطبی رحمہ اللہ (671-600ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَلَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾، أَخْبَرَ بِتَوَاضُعِهٖ وَتَذَلُّلِهٖ لِلّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَأَنَّهٗ لَا يَدَّعِي مَا لَيْسَ لَهٗ؛ مِنْ خَزَائِنِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ، وَهِيَ إِنْعَامُهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ، وَأَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ؛ لِأَنَّ الْغَيْبَ لَا يَعْلَمُهٗ إِلَّا اللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ.

''﴿وَلَا اَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ (میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ ہی میں غیب جانتا

ہوں۔) یہ فرما کر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور بے بسی کا تذکرہ کیا ہے، نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے آپ کے پاس نہیں ہیں، آپ ایسا کوئی دعویٰ بھی نہیں کرتے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے، جس بندے پر چاہے کرے۔ یہ بھی بتایا کہ آپ ﷺ غیب نہیں جانتے، کیونکہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔'' (الجامع لأحكام القرآن : 26/9، 27)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر جو یہ فرمایا تھا:

«أَمَا إِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ، فَلَا يَقُومَنَّ أَحَدٌ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيرٌ؛ فَلْيَعْقِلْهُ» .

''خبردار! آج رات سخت آندھی چلے گی، لہٰذا کوئی بھی کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اونٹ ہو، اسے باندھ لے۔'' (صحيح البخاري :1481، صحيح مسلم : 1392)

یہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے آپ ﷺ کو پہلے ہی باخبر کر دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آندھی آنے سے قبل ہی اس کی خبر مل گئی تھی، لیکن کوئی بھی اس خبر ملنے کی بنا پر صحابہ کرام کو عالم الغیب ثابت نہیں کرتا، تو رسولِ اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر ملنے پر عالم الغیب ثابت کرنا کیسے درست ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اور خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے فرامین میں جابجا اس بات کی صراحت فرما دی ہے کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے، اس کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا!

احادیثِ نبویہ :

آیئے اس حوالے سے کچھ احادیث بھی ملاحظہ فرمالیں:

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ» .

''کل کیا ہونے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

(صحيح البخاري : 7379)

❀ ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

«إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنِسَاءٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فِي عُرْسٍ لَّهُنَّ، يُغَنِّينَ : ـ ـ ـ، وَيَعْلَمُ مَا فِي غَـدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ» .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر انصار کی کچھ عورتوں کے پاس سے ہوا، جو اپنی ایک شادی میں یہ گنگنا رہی تھیں: ۔۔۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل کی بات کو جانتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل کی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔''

(المعجم الأوسط للطبراني : 3401، المعجم الصغير للطبراني : 343، المستدرك على الصحيحين للحاكم : 185/2، السنن الكبرٰى للبيهقي : 289/7، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ہیثمی کہتے ہیں: وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''اس حدیث کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔'' (مجمع الزوائد : 290/4)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

❀ سیدنا جبریل علیہ السلام نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«سُبْحَانَ اللّٰهِ، فِي خَمْسٍ، مِّنَ الغَيْبِ، لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا هُوَ :
﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمان31 : 34).

''سبحان اللہ! قیامت کاعلم تو ان پانچ چیزوں میں شامل ہے، جوغیب سے تعلق رکھتی ہیں۔انہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔(پھر آپ ﷺ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:) ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (لقمان31 : 34) (بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے،وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ارحام میں جو کچھ ہے،وہی اسے جانتا ہے۔کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کو کیا کرے گی اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کس زمین میں اسے موت آئے گی۔بے شک اللہ تعالیٰ ہی خوب علم والا،خبر رکھنے والا ہے)۔''

(مسند الإمام أحمد :318/1، وسندهٗ حسنٌ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ :

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو ساری کائنات سے بڑھ کر پیکرِ نبوت و رسالت کی واقفیت رکھتے تھے،ان کا بھی یہی عقیدہ ونظریہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ غیب نہیں جانتے۔

❀ مؤمنوں کی ماں،سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ؛ فَقَدْ كَذَبَ .

''جو آپ کو یہ بتائے کہ نبی اکرم ﷺ کل ہونے والے واقعات کو جانتے تھے، اس نے جھوٹ بولا ہے۔''(صحيح البخاري : 4855)

صحیح مسلم(177) میں یہ الفاظ ہیں:

وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ؛ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُولُ : ﴿**قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ**﴾(النمل 27 : 65).

''جس کا یہ دعویٰ ہو کہ نبی اکرم ﷺ آئندہ ہونے والی باتوں کی خبر دیتے تھے، اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿**قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ**﴾ (النمل 27 : 65)(اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی ہستی، سوائے اللہ تعالیٰ کے، غیب نہیں جانتی)۔

مشہور صوفی، ابومحمد، ابن ابو جمرہ (م:699ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي قَوْلِهٖ : «وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ» إِشَارَةٌ إِلٰى أَنْوَاعِ الزَّمَانِ وَمَا فِيهَا مِنَ الْحَوَادِثِ، وَعَبَّرَ بِلَفْظِ غَدٍ لِتَكُونَ حَقِيقَتُهٗ أَقْرَبَ الْأَزْمِنَةِ، وَإِذَا كَانَ مَعَ قُرْبِهٖ لَا يَعْلَمُ حَقِيقَةَ مَا يَقَعُ فِيهِ مَعَ إِمْكَانِ الْأَمَارَةِ وَالْعَلَامَةِ؛ فَمَا بَعُدَ عَنْهُ أَوْلٰى، وَفِي قَوْلِهٖ : «وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ» إِشَارَةٌ إِلٰى عُلُومِ الْآخِرَةِ،

فَإِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوَّلُهَا، وَإِذَا نَفٰى عِلْمَ الْأَقْرَبِ انْتَفٰى عِلْمُ مَا بَعْدَهٗ، فَجَمَعَتِ الْآيَةُ أَنْوَاعَ الْغُيُوبِ وَأَزَالَتْ جَمِيعَ الدَّعَاوِي الْفَاسِدَةِ.

''نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں کہ 'کل کی بات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا' مختلف زمانوں اور ان میں پیش آنے والے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ آپ ﷺ نے غیب کی نفی کو کل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے تاکہ اس کا اثبات قریب ترین زمانہ میں ہو۔ جب کل کے قریب ہونے اور اس میں ہونے والے واقعات کی علامات بھی موجود ہونے کے باوجود آپ ﷺ ان کے بارے میں نہیں جانتے تھے، تو دُور والے واقعات کا علم تو بالاولیٰ آپ ﷺ کو نہیں تھا۔ نیز آپ ﷺ کے فرمان کہ 'قیامت کب قائم ہو گی، سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا' میں علومِ آخرت کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت کا دن آخرت کا آغاز ہے۔ جب آپ ﷺ نے سب سے پہلی چیز کے علم کی نفی کر دی، تو اس کے بعد والے حالات کے علم کی نفی خود بخود ہو گئی۔ اس آیتِ کریمہ نے غیب کی تمام اقسام کو جمع کر دیا ہے اور تمام غلط دعویٰ جات کی نفی کر دی ہے۔''(بهجة النفوس وتحلّيها بمعرفة ما لها وما عليها : 272/4 ملخّصًا، فتح الباري لابن حجر : 365/13)

الحاصل :

علمِ غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی عالم الغیب نہیں۔ قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ، فتاویٰ صحابہ اور ائمہ مسلمین کا یہی فیصلہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی آتی تھی اور اس بنا پر آپ ﷺ نے آئندہ کی کئی خبریں اپنی امت کو بتائیں۔ اگر اسے علمِ غیب کا نام دیا جائے، تو دنیا کا ہر شخص عالم الغیب قرار پائے گا۔

نزولِ عیسیٰ

ابن الحسن محمدی

سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قربِ قیامت جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان سے زمین پر اتریں گے، یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے۔ اس پر متواتر احادیث اور ائمہ مسلمین کی تصریحات موجود ہیں، جیسا کہ :

❁ علامہ، ابوعون، محمد بن احمد، سفارینی رحمہ اللہ (م:1188ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی نُزُولِہٖ، وَلَمْ یُخَالِفْ فِیہِ أَحَدٌ مِّنْ أَھْلِ الشَّرِیعَةِ، وَإِنَّمَا أَنْکَرَ ذٰلِكَ الْفَلَاسِفَةُ وَالْمَلَاحِدَةُ؛ مِمَّنْ لَّا یُعْتَدُّ بِخِلَافِہٖ، وَقَدِ انْعَقَدَ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلٰی أَنَّہٗ یَنْزِلُ وَیَحْکُمُ بِھٰذِہِ الشَّرِیعَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ، وَلَیْسَ یَنْزِلُ بِشَرِیعَةٍ مُّسْتَقِلَّةٍ عِنْدَ نُزُولِہٖ مِنَ السَّمَاءِ، وَإِنْ کَانَتِ النُّبُوَّةُ قَائِمَةً بِہٖ وَھُوَ مُتَّصِفٌ بِھَا.

''امتِ مسلمہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اجماع کر چکی ہے۔ اہل شریعت میں سے کسی نے بھی اس امر کا انکار نہیں کیا۔ اس کا انکار صرف ایسے فلسفی اور بے دین لوگوں نے کیا ہے، جن کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس بات پر بھی امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اترنے کے بعد شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے مطابق فیصلے کریں گے اور آسمان سے کوئی مستقل شریعت لے کر نہیں آئیں گے، اگرچہ انہیں پہلے نبوت مل چکی ہے اور وہ اس صفت سے متصف ہو چکے ہیں۔''

(لوامع الأنوار البهيّة :1/94، 95)

❁ مشہور مفسر، علامہ محمد بن یوسف، ابو حیان، اندلسی رحمہ اللہ (654-745ھ) مفسر، ابو محمد، عبد الحق بن غالب، ابنِ عطیہ غرناطی رحمہ اللہ (481-542ھ) کی تفسیر سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى مَا تَضَمَّنَهُ الْحَدِيثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ أَنَّ عِيسٰى فِي السَّمَاءِ حَيٌّ، وَأَنَّهُ يَنْزِلُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ، وَيَفِيضُ الْعَدْلُ، وَتَظْهَرُ بِهِ الْمِلَّةُ، مِلَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''امتِ مسلمہ متواتر حدیث کے اس مفہوم پر متفق ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور قربِ قیامت اتریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور دجال کو مار ڈالیں گے۔ (ان کے زمانے میں) عدل عام ہو جائے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب آ جائے گا۔''

(البحر المحيط في التفسير : 173/3، طبع دار الفكر، بيروت)

❁ شارحِ صحیح مسلم، حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) قاضی عیاض رحمہ اللہ (476-544ھ) سے نقل کرتے ہیں:

نُزُولُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَتْلُهُ الدَّجَّالَ حَقٌّ وَّصَحِيحٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ لِلْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ فِي ذٰلِكَ، وَلَيْسَ فِي الْعَقْلِ وَلَا فِي الشَّرْعِ مَا يُبْطِلُهُ، فَوَجَبَ إِثْبَاتُهُ، وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ بَعْضُ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْجَهْمِيَّةِ وَمَنْ وَّافَقَهُمْ، وَزَعَمُوا أَنَّ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ مَرْدُودَةٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿**وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ**﴾ وَبِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا نَبِيَّ بَعْدِي»، وَبِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ شَرِيعَتَهُ مُؤَبَّدَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا تُنْسَخُ، وَهٰذَا اسْتِدْلَالٌ فَاسِدٌ، لِأَنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ بِنُزُولِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ يَنْزِلُ نَبِيًّا بِشَرْعٍ يَّنْسِخُ شَرْعَنَا، وَلَا فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ وَلَا فِي غَيْرِهَا شَيْءٌ مِّنْ هٰذَا .

''اہل سنت والجماعت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا قربِ قیامت آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل کرنا برحق اور صحیح ہے، کیونکہ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔عقل و شریعت میں اس کی نفی پر کوئی دلیل موجود نہیں، لہٰذا اس کا اثبات واجب ہے۔بعض معتزلہ، جہمیہ اور ان کے ہمنواؤں نے اس کا انکار کیا ہے۔ان کا دعویٰ ہے کہ اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث ختمِ نبوت والی آیتِ کریمہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امتِ مسلمہ کے ختمِ نبوت پر اجماع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے دائمی اور غیر منسوخ ہونے کے دلائل کی بنا پر ردّ کر دی جائیں گی۔لیکن یہ استدلال غلط ہے، کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مراد یہ نہیں کہ وہ ایسے نبی بن کر نازل ہوں گے جن کی شریعت ہماری شریعت کو منسوخ کر دے گی۔ایسی کوئی بات نہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام والی احادیث میں مذکور ہے، نہ دیگر احادیث میں۔''

(شرح صحیح مسلم : 75/18)

معروف مفسر، حافظ، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں :

فَهٰذِهِ أَحَادِيثُ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ رِّوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَمُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ، وَأَبِي سَرِيحَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَفِيهَا دَلَالَةٌ عَلٰى صِفَةِ نُزُولِهٖ وَمَكَانِهٖ، مِنْ أَنَّهٗ بِالشَّامِ، بَلْ بِدِمَشْقَ، عِنْدَ الْمَنَارَةِ الشَّرْقِيَّةِ، وَأَنَّ ذٰلِكَ يَكُونُ عِنْدَ إِقَامَةِ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَقَدْ بُنِيَتْ فِي هٰذِهِ الْأَعْصَارِ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ مَّنَارَةٌ لِّلْجَامِعِ الْأُمَوِيِّ، بَيْضَاءُ مِنْ حِجَارَةٍ مَّنْحُوتَةٍ، عِوَضًا عَنِ الْمَنَارَةِ الَّتِي هُدِمَتْ بِسَبَبِ الْحَرِيقِ الْمَنْسُوبِ إِلٰى صَنِيعِ النَّصَارٰى، عَلَيْهِمْ لَعَائِنُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَكَانَ أَكْثَرُ عِمَارَتِهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَقَوِيَتِ الظُّنُونُ أَنَّهَا هِيَ الَّتِي يَنْزِلُ عَلَيْهَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، فَلَا يَقْبَلُ إِلَّا الْإِسْلَامَ، كَمَا تَقَدَّمَ فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَهٰذَا إِخْبَارٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ، ـــ، حَيْثُ تَنْزَاحُ عِلَلُهُمْ وَتَرْتَفِعُ شُبَهُهُمْ مِّنْ أَنْفُسِهِمْ، وَلِهٰذَا كُلُّهُمْ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ مُتَابَعَةً لِّعِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلٰى يَدَيْهِ، وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿**وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ**﴾ الْآيَةَ (النّساء 4 : 159)، وَهٰذِهِ الْآيَةُ كَقَوْلِهٖ : ﴿**وَاِنَّهٗ**

﴿لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف 43 :61)، وَقُرِءَ ﴿لَعَلَمٌ﴾ بِالتَّحْرِيكِ، أَيْ أَمَارَةٌ وَّدَلِيلٌ عَلَى اقْتِرَابِ السَّاعَةِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ يَنْزِلُ بَعْدَ خُرُوجِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَيَقْتُلُهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ، كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ، إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، وَيَبْعَثُ اللّٰهُ فِي أَيَّامِهِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، فَيُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِبَرَكَةِ دُعَائِهِ.

''یہ متواتر احادیث رسولِ اکرم ﷺ سے سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عثمان بن ابو العاص، سیدنا ابو امامہ، سیدنا نواس بن سمعان، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص، سیدنا مجمع بن جاریہ، سیدنا ابوسریحہ، سیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہم نے بیان کی ہیں۔ان احادیث میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کی کیفیت اور جگہ کا بیان ہوا ہے۔آپ علیہ السلام شام، بلکہ دمشق میں مشرقی منارہ کے پاس اتریں گے۔یہ معاملہ نمازِ صبح کی اقامت کے قریب ہوگا۔ان دنوں، یعنی 741ہجری میں سفید چوکور پتھر سے جامع اموی کا وہ منارہ دوبارہ بنا دیا گیا ہے، جو نصاریٰ کی لگائی ہوئی آگ کی بنا پر منہدم ہو گیا تھا۔اللہ تعالیٰ ان پر تا قیامت مسلسل لعنتیں برسائے۔اس منارے کی تعمیر میں بڑا حصہ انہی کے اموال کا تھا۔ غالب گمان یہی ہے کہ اسی منارے پر سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے۔ آپ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ ختم کر کے سوائے اسلام کے کچھ بھی قبول نہیں کریں گے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے۔یہ نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی ہے۔۔۔اس وقت لوگوں کے اشکالات وشبہات رفع ہو جائیں گے، لہٰذا وہ سب کے سب عیسیٰ علیہ السلام

کی پیروی میں ان کے ہاتھ پر اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ---﴾(النّساء 4 : 159)، (عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے)،جیسا کہ ایک مقام پر یوں فرمایا: ﴿وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾(الزخرف 43 :61) (بلاشبہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں)۔ایک قراءت میں اسے لَعَلَمٌ بھی پڑھا گیا ہے،یعنی آپ علیہ السلام قربِ قیامت کی علامت اور نشانی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام خروجِ دجال کے بعد نازل ہوں گے اور آپ ہی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کروائے گا،جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی ،جس کی شفا نازل نہ کی ہو۔اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کے دور میں یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور آپ علیہ السلام کی دُعا کی برکت سے انہیں ہلاک کرے گا۔''

(تفسير ابن كثير : 413/2 ، طبعة دار الكتب العلميّة، بيروت)

❁ علامہ،عبد الرؤف،مناوی رحمہ اللہ (952-1031ھ) لکھتے ہیں :

وَأَمَّا عِيسٰى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ؛ فَقَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى نُزُولِهٖ نَبِيًّا، لٰكِنَّهٗ بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ .

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بحیثیتِ نبی نازل ہونے پر سارے مسلمانوں کا اجماع ہے۔البتہ آپ علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ساتھ تشریف لائیں گے۔''(فيض القدير : 341/2)

❁ علامہ،محمد اشرف بن امیر علی،عظیم آبادی رحمہ اللہ (م:1329) لکھتے ہیں :

تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ، بِجَسَدِهِ الْعُنْصُرِيِّ، إِلَى الْأَرْضِ عِنْدَ قُرْبِ السَّاعَةِ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ.

''قربِ قیامت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آسمان سے جسدِ عنصری کے ساتھ زمین پر اترنے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث ثابت ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے۔'' (عون المعبود: 457/11)

❁ علامہ، احمد بن محمد عبد القادر، شاکر رحمہ اللہ (1309-1377ھ) فرماتے ہیں:

نُزُولُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مِمَّا لَمْ يَخْتَلِفْ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ، لِوُرُودِ الْأَخْبَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ الصِّحَاحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ، وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي تَفْسِيرِهٖ طَائِفَةً طَيِّبَةً مِّنْهَا، وَهٰذَا مَعْلُومٌ مِّنَ الدِّينِ بِالضُّرُورَةِ، لَا يُؤْمِنُ مَنْ أَنْكَرَهٗ.

''آخری زمانے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر اترنا ان امور میں سے ہے، جن میں مسلمانوں نے اختلاف نہیں کیا، کیونکہ اس بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر صحیح احادیث منقول ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان میں سے ایک اچھی خاصی تعداد (اپنی تفسیر میں) ذکر کر دی ہے۔ یہ دین کا ایسا معاملہ ہے، جو لازمی طور پر معلوم ہے۔ اس کا منکر مؤمن نہیں ہوسکتا۔''

(حاشية تفسير الطبري: 460/6)

❁ محدث العصر، ناصر الدین، البانی رحمہ اللہ (1332-1419ھ) فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ أَنَّ أَحَادِيثَ الدَّجَّالِ وَنُزُولُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَوَاتِرَةٌ يَّجِبُ الْإِيمَانُ بِهَا، وَلَا تَغْتَرَّ بِمَنْ يَّدَّعِي فِيهَا أَنَّهَا أَحَادِيثُ آحَادٍ، فَإِنَّهُمْ جُهَّالٌ بِهٰذَا الْعِلْمِ، وَلَيْسَ فِيهِمْ مَّنْ تَتَبَّعَ طُرُقَهَا، وَلَوْ فَعَلَ لَوَجَدَهَا مُتَوَاتِرَةً، كَمَا شَهِدَ بِذٰلِكَ أَئِمَّةُ هٰذَا الْعِلْمِ، كَالْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ وَّغَيْرِهِ، وَمِنَ الْمُؤَسَّفِ حَقًّا أَنْ يَّتَجَرَّأَ الْبَعْضُ عَلَى الْكَلَامِ فِيمَا لَيْسَ مِنِ اخْتِصَاصِهِمْ، لَا سِيَّمَا وَالْأَمْرُ دِينٌ وَّعَقِيدَةٌ.

''آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام والی احادیث متواتر ہیں اور ان پر ایمان لانا فرض ہے۔آپ ان لوگوں سے دھوکا نہ کھائیں جو ان احادیث کے آحاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ اس علم سے جاہل ہیں۔ان میں سے کسی نے بھی اس حدیث کی ساری سندوں کو تلاش نہیں کیا۔ اگر وہ ایسا کرتے ،تو انہیں متواتر ہی پاتے ،جیسا کہ اس علم کے ائمہ ،مثلاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے گواہی دی ہے۔ مجھے حقیقی طور پر افسوس ہے کہ بعض لوگ ایسے معاملات میں بات کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں،جن میں انہیں خصوصی مہارت حاصل نہیں ہوتی ،خصوصاً جبکہ معاملہ دین اور عقیدے کا ہو۔''

(حاشية العقيدة الطحاويّة، ص : 565)

حديثي دلائل :

اب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام پر چند حدیثی دلائل ملاحظہ فرمائیں :

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُّقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ، حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ» .

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی، جب تک تمہارے پاس ابنِ مریم انصاف کرنے والے حاکم بن کر نازل نہ ہوں گے۔ وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ ان کے عہد میں مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔''

(صحيح البخاري : 2476، صحيح مسلم : 155)

صحیح مسلم (243/155) کے الفاظ یوں ہیں :

«وَاللّٰهِ، لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا، وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ» .

''اللہ کی قسم! ابن مریم ضرور عادل حاکم بن کر نازل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیا جائے گا، کوئی انہیں پکڑنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ باہمی کینہ، بغض اور حسد ختم ہو جائے گا۔ مال کی طرف بلایا جائے گا، لیکن اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔''

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«يُوشِكُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَنْ يَنْزِلَ حَكَمًا قِسْطًا، وَإِمَامًا عَدْلًا، فَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَتَكُونَ الدَّعْوَةُ وَاحِدَةً، فَأَقْرِئُوهُ [أَوْ أَقْرِئْهُ] السَّلَامَ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأُحَدِّثْهُ فَيُصَدِّقُنِي»، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: «أَقْرِئُوهُ مِنِّي السَّلَامَ».

''قریب ہے کہ مسیح عیسیٰ بن مریم منصف حاکم اور عادل امام بن کر نازل ہوں گے۔وہ خنزیر کو قتل کریں گے،صلیب توڑیں گے اوردین ایک ہی (اسلام)ہو جائے گا۔انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سلام کہنا اور میری احادیث بیان کرنا،وہ میری تصدیق کریں گے۔[جب آپ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا،تو آپ ﷺ نے فرمایا:] میری طرف سے انہیں سلام کہنا۔''(مسند الإمام أحمد : 394/2، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَّرٰى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا حَكَمًا، فَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ، وَيُكْسَرُ الصَّلِيبُ، وَيُقْتَلُ الْخِنْزِيرُ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا».

''ابو القاسم (رسول اللہ) ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو شخص (قربِ قیامت تک) زندہ رہے گا،وہ عیسیٰ بن مریم کو امام و حاکم دیکھے گا۔جزیہ ختم کر دیا جائے گا،صلیب توڑ دی جائے گی،خنزیر کو قتل کیا جائے گا اورلڑائی اپنے ہتھیار

پھینک دے گی۔"(المعجم الأوسط للطبراني : 1309، المعجم الصغير للطبراني : 84، وسندهٗ حسنٌ)

④ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

«إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ طَالَ بِي عُمُرٌ أَنْ أَلْقٰى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنْ عَجِلَ بِي مَوْتٌ؛ فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ».

"میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر لمبی ہوئی تو میں عیسیٰ بن مریم سے ملوں گا۔ اگر میری موت جلدی آ گئی، تو جو انہیں ملے، وہ میری طرف سے انہیں سلام پیش کرے۔"(مسند الإمام أحمد : 298/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ **سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دجال کے احوال بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:**

«حَتّٰى يَأْتِيَ فِلَسْطِينَ، بَابَ لُدٍّ، فَيَنْزِلُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَيَقْتُلُهٗ، ثُمَّ يَمْكُثُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَرْضِ».

"یہاں تک کہ دجال فلسطین میں بابِ لُد کے پاس آ جائے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام زمین میں ٹھہریں گے۔"

(مسند الإمام أحمد : 75/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6822) نے "صحیح" قرار دیا ہے۔

⑥ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسولِ اکرم ﷺ کا یہ بیان بھی نقل کرتے ہیں:**

«لَا يَنْزِلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ، وَلَكِنَّهٗ يَنْزِلُ الْخَنْدَقَ، وَعَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَائِكَةٌ يَّحْرُسُونَهَا، فَأَوَّلُ مَنْ يَّتْبَعُهُ

النِّسَاءُ وَالْإِمَاءُ، فَيَذْهَبُ فَيَتْبَعُهُ النَّاسُ فَيَرُدُّونَهُ، فَيَرْجِعُ غَضْبَانَ حَتّٰى يَنْزِلَ الْخَنْدَقَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ» .

''دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، البتہ وہ خندق میں داخل ہو جائے گا۔ مدینہ منورہ کے ہر راستے پر فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہوں گے۔ سب سے پہلے عورتیں اور لونڈیاں دجال کی پیروی کریں گی۔ دجال مدینہ منورہ کی طرف جائے گا اور لوگ اس کے پیچھے ہوں گے، لیکن فرشتے اسے روک دیں گے۔ وہ غصے سے واپس آ کر خندق میں پڑاؤ ڈال لے گا۔ اسی وقت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔''

(المعجم الأوسط للطبراني : 5465، وسندهٗ حسنٌ)

⑦ سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

«فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ» .

''دجال اسی حال میں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیج دے گا۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس اتریں گے۔''(صحیح مسلم : 2937)

⑧ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ، شَرْقِيَّ دِمَشْقَ» .

''عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس اتریں گے۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 590، وسندهٗ حسنٌ)

⑨ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَنْزِلُ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَمْكُثُ فِي النَّاسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً» .

''عیسیٰ بن مریم اتریں گے اور لوگوں میں چالیس سال رہیں گے۔''

(المعجم الأوسط للطبراني : 5466، وسندهٗ حسنٌ)

⑩ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

«إِنِّي لَأَرْجُو إِنْ طَالَتْ بِي حَيَاةٌ أَنْ أُدْرِكَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنْ عَجِلَ بِي مَوْتٌ؛ فَمَنْ أَدْرَكَهُ فَلْيُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ» .

''مجھے امید ہے کہ اگر میری زندگی لمبی ہوئی، تو میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو پالوں گا۔ اگر مجھے جلد موت آ گئی، تو جو انہیں ملے، وہ میری طرف سے انہیں سلام پیش کرے۔''(مسند الإمام أحمد : 298/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اهل علم كي تصريحات :

اب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ اہل علم کی تصریحات بھی ملاحظہ فرمائیں:

❁ حافظ عبد الرحمٰن بن احمد، ابن رجب رحمہ اللہ (736-795ھ) فرماتے ہیں:

«وَبِالشَّامِ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، وَهُوَ الْمُبَشِّرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَحْكُمُ بِهٖ، وَلَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ غَيْرَ دِينِهٖ، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُصَلِّي خَلْفَ إِمَامِ الْمُسْلِمِينَ، وَيَقُولُ : إِنَّ

هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَئِمَّةٌ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ» .

''قربِ قیامت شام میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔محمد ﷺ کے ذریعے ان ہی کے نزول کی خوشخبری دی گئی ہے اور وہ آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق ہی فیصلے کریں گے،کسی سے اسلام کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں کریں گے، صلیب توڑ دیں گے،خنزیر کو قتل کر دیں گے،جزیہ ختم کر دیں گے اور مسلمانوں کے امام کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے اور فرمائیں گے : اس امت کے بعض افراد ہی ان کے لیے امام ہیں۔''(لطائف المعارف، ص : 90)

❁ امام،ابو الحسن،علی بن اسماعیل،اشعری رحمہ اللہ (260-324ھ) اہل سنت والجماعت کا اجماعی واتفاقی عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وَيُصَدِّقُونَ بِخُرُوجِ الدَّجَّالِ، وَأَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ يَقْتُلُهُ .

''اہل سنت دجال کے خروج اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے اسے قتل کرنے کی تصدیق کرتے ہیں۔''

آگے چل کر لکھتے ہیں :

وَبِكُلِّ مَا ذَكَرْنَا مِنْ قَوْلِهِمْ نَقُولُ، وَإِلَيْهِ نَذْهَبُ .

''اہل سنت کے جو اقوال ہم نے ذکر کیے ہیں،ہم بھی انہی کے مطابق کہتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہیں۔''

(مقــالات الإسلاميّين واختلاف المصلّــين :324/1)

❁ امام،ابو مظفر،منصور بن محمد،سمعانی رحمہ اللہ (426-489ھ) فرماتے ہیں :

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : «رَأَيْتُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ يَطُوفُ

بِالْبَيْتِ(صحيح البخاري : 3440، صحيح مسلم : 169)، فَدلَّ عَلٰى أَنَّ الصَّحِيحَ أَنَّهٗ فِي الْأَحْيَاءِ .

''نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے (خواب میں) مسیح ابن مریم کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(صحيح البخاري : 3440، صحيح مسلم : 169)**اس سے معلوم ہوا کہ صحیح بات یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔''**

(تفسير السمعاني :325/1)

❀ **شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (773-852ھ) فرماتے ہیں:**

إِنَّ عِيسٰى قَدْ رُفِعَ، وَهُوَ حَيٌّ عَلَى الصَّحِيحِ .

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا گیا تھا اور صحیح قول کے مطابق وہ زندہ ہیں۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 375/6)

❀ **شارحِ صحیح بخاری، علامہ محمود بن احمد، عینی حنفی (762-855ھ) لکھتے ہیں:**

وَلَا شَكَّ أَنَّ عِيسٰى فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ حَيٌّ، وَيَفْعَلُ اللّٰهُ فِي خَلْقِهٖ مَا يَشَاءُ .

''اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں ہیں اور زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے کرتا ہے۔''(عمدة القاري : 160/24)

❀ **حافظ، ابو فدا، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) فرماتے ہیں:**

وَهٰذَا هُوَ الْمَقْصُودُ مِنَ السِّيَاقِ الْإِخْبَارُ بِحَيَاتِهِ الْآنَ فِي السَّمَاءِ، وَلَيْسَ الْأَمْرُ كَمَا يَزْعُمُهٗ أَهْلُ الْكِتَابِ الْجَهَلَةُ أَنَّهُمْ صَلَبُوهُ، بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ قَبْلَ يَوْمِ

الْقِيَامَةِ، كَمَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ.

''حدیث کے سیاق سے یہ خبر دینا مقصود ہے کہ اب عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں۔ جاہل اہل کتاب جو دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دی تھی، تو ایسا بالکل نہیں ہوا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوپر اٹھا لیا تھا۔ قیامت سے پہلے آپ آسمان سے اتریں گے، جیسا کہ متواتر احادیث بتاتی ہیں۔'' (البداية والنهاية: 218/19، طبعة دار هجر)

دیوث کون؟

دیوث وہ ہوتا ہے، جو اپنے اہل و عیال کے سلسلے میں بے غیرت ہو۔ ان کو برائی کو ملوث دیکھ کر ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اسے بھڑوا اور دلال بھی کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں وعیدِ شدید آئی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ثَلَاثٌ لَّا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ».

''تین قسم کے لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے، نہ ہی اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان کو نظرِ رحمت سے دیکھے گا۔ ① والدین کے نافرمان، ② ایسی عورتیں جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ③ دیوث۔''

(مسند الإمام أحمد: 134/2، سنن النسائي: 2562، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (7340) نے ''صحیح''، امام حاکم رحمہ اللہ (72/1) نے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

فہم دین کا مصدر،فہم سلف صالحین

ابوعبداللہ صارم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا﴾

(النساء 4 : 115)

''جو کوئی حق واضح ہو جانے کے بعد میرے رسول کی نافرمانی کرے اور مؤمنوں کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کرے گا،ہم اسے پھیر دیں گے، جدھر وہ پھرے گا،اسے جہنم رسید کر دیں گے اور یہ بُرا ٹھکانہ ہے۔''

سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کی پیروی دراصل حق کی پیروی ہے،جو نجاتِ اخروی کی ضمانت ہے اور ان کی مخالفت حق کی مخالفت ہے۔یہ امت کا بہترین گروہ تھے۔ان کے دور کو ''خیرالقرون'' قرار دیا گیا اور ان کے منہج کو ''سبیل المومنین'' سے موسوم کیا گیا۔ سلف صالحین کا اتفاقی فہم ''اجماع'' کہلاتا ہے،جس پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور اس کا اتباع واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے۔جو لوگ سلف صالحین کے منہج وعقیدہ اور اجماع کو تسلیم کرتے ہیں،وہی اہل سنت والجماعت ہیں۔

سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کا فہم دین ہی اسلم،اعلم اور احکم ہے،کیونکہ وہ ورع و تقویٰ اور علم وفضل میں فائق تھے۔وہ تکلف کے نام سے بھی واقف نہیں تھے۔ان کے استنباط و اجتہاد بعد والوں سے مقدم ہے۔وہ بعد والوں سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ سے

محبت کرنے والے، آپ ﷺ کی سنتوں اور اداؤں کو اپنانے والے تھے۔ وہ اتباعِ سنت پر حریص تھے۔ امت میں خیر و برکت اور علم و فضل انہی کے سبب سے ہے۔ وہ حفظ و اتقان، دیانت اور روایت و درایت میں اس قدر بلند تھے کہ معیارِ حق کا درجہ رکھتے ہیں۔

ہر گمراہی سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ سلف صالحین کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے اور فہم قرآن و حدیث میں انہی پر اعتماد کیا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں بہت شدید تھے، اسی لیے شریعت کے معانی و حقائق جو ان پر کھلے، بعد والے ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

❁ محبِّ اہل سنت، مفنن و مؤرّخِ دیارِ مصر، علامہ مقریزی رحمہ اللہ (م: 845ھ) فرماتے ہیں:

وَأَصْلُ كُلِّ بِدْعَةٍ فِي الدِّينِ؛ الْبُعْدُ عَنْ كَلَامِ السَّلَفِ، وَالِانْحِرَافُ عَنِ اعْتِقَادِ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ.

''دین میں ہر بدعت کی جڑ کلامِ سلف سے دُوری اور صدرِ اوّل کے عقیدے سے انحراف ہی بنتی ہے۔''(المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار: 198/4)

❁ ذہبیٔ دوراں، محقق، علامہ، عبد الرحمٰن، معلّمی رحمہ اللہ (1313-1386ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ وَتَصَفَّحَ السُّنَّةَ وَالتَّأْرِيخَ؛ عَلِمَ يَقِيناً أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيِ السَّلَفِ مَأْخَذٌ يَأْخُذُونَ مِنْهُ عَقَائِدَهُمْ غَيْرَ الْمَأْخَذَيْنِ السَّلَفِيَّيْنِ، وَأَنَّهُمْ كَانُوا بِغَايَةِ الثِّقَةِ بِهِمَا وَالرَّغْبَةِ عَمَّا عَدَاهُمَا، وَإِلٰى ذٰلِكَ دَعَاهُمُ الشَّرْعُ، حَتّٰى لَا تَكَادُ تَخْلُوا آيَةٌ مِّنْ آيَاتِ الْقُرْآنِ مِنَ الْحَضِّ عَلٰى ذٰلِكَ، وَهٰذَا يَقْضِي

قَضَاءً بَاتًّا بِأَنَّ عَقَائِدَهُمْ هِيَ الْعَقَائِدُ الَّتِي يُثْمِرُهَا الْمَأْخَذَانِ السَّلَفِيَّانِ، يَقْطَعُونَ بِمَا يُفِيدَانِ فِيهِ عِنْدَهُمُ الْقَطْعَ، وَيَظُنُّونَ مَا لَا يُفِيدَانِ فِيهِ إِلَّا الظَّنَّ، وَيَقِفُونَ عَمَّا عَدَا ذٰلِكَ، وَهٰذَا هُوَ الَّذِي تَبَيَّنَهُ الْأَخْبَارُ الْمَنْقُولَةُ عَنْهُمْ كَمَا تَرَاهَا فِي التَّفَاسِيرِ السَّلَفِيَّةِ وَكُتُبِ السُّنَّةِ، وَهُوَ الَّذِي نَقَلَهُ أَصَاغِرُ الصَّحَابَةِ عَنْ أَكْبَارِهِمْ، ثُمَّ نَقَلَهُ أَعْلَمُ التَّابِعِينَ بِالصَّحَابَةِ وَأَخَصُّهُمْ بِهِمْ وَأَتْبَعُهُمْ لَهُمْ عَنْهُمْ، ثُمَّ نَقَلَهُ صِغَارُ التَّابِعِينَ عَنْ كِبَارِهِمْ، وَهٰكَذَا نَقَلَهُ عَنِ التَّابِعِينَ أَعْلَمُ أَتْبَاعِهِمْ بِهِمْ، وَأَتْبَعُهُمْ لَهُمْ، وَهَلُمَّ جَرًّا، وَهٰذَا قَوْلُ السَّلَفِيِّينَ فِي عَقِيدَةِ السَّلَفِ، وَيُوَافِقُهُمْ عَلَيْهِ أَكَابِرُ النُّظَّارِ.

''جو شخص قرآنِ کریم پر غور کرے اور حدیث و تاریخ کی ورق گردانی کرے گا، وہ یقینی طور پر جان لے گا کہ اپنے عقائد بنانے کے لیے سلف صالحین کے سامنے یہی دو مصادر (قرآن و حدیث) تھے، جو سلفیوں کے پاس ہیں۔ اسلاف ان مصادر پر انتہا درجہ اعتماد کرتے تھے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں سے بہت زیادہ بے رغبت تھے۔ شریعتِ اسلامیہ نے انہیں اسی طرف دعوت دی تھی، حتی کہ قرآنِ کریم کی کوئی بھی آیتِ کریمہ اس طرف رغبت دلانے سے خالی نہیں۔ یہ امر قطعی فیصلہ کر دیتا ہے کہ صرف اسلافِ امت کے عقائد ہی سلفی مصادر سے اخذ کردہ ہیں۔ وہ انہی عقائد کو قطعی قرار دیتے تھے، جنہیں ان کے نزدیک قرآن و سنت قطعی قرار دیتے تھے اور جن معاملات کو قرآن و سنت ظنی قرار دیتے تھے، صرف انہی کو اسلاف ظنی قرار دیتے تھے۔ اس کے علاوہ باقی باتوں

سے وہ توقف کرتے تھے۔اسلاف سے منقول روایات اسی بات کو بیان کرتی ہیں۔یہ روایات آپ کو سلفی تفاسیر اور کتبِ حدیث میں مل سکتی ہیں۔ انہی باتوں کو اصاغر صحابہ نے اکابر صحابہ سے بیان کیا ہے، پھر ان سے وہ تابعین بیان کرتے ہیں، جو صحابہ کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، ان سے خصوصی تعلق رکھنے والے اور سب سے بڑھ کر ان کے پیروکار تھے۔پھر صغار تابعین نے کبار تابعین سے اور ان سے تبع تابعین نے بیان کیا، جو ان کے بارے میں سب سے بڑھ کر جاننے والے اور ان کی سب سے بڑھ کر پیروی کرنے والے تھے۔یہ معاملہ اسی طرح جاری رہا۔سلفی لوگوں کا سلف کے عقیدے کے بارے میں یہی موقف ہے اور اس سلسلے میں بڑے بڑے فلسفیوں نے بھی ان کی تائید کی ہے۔''(القائد إلى تصحيح العقائد، ص : 199)

❁ علامہ، محمد بن ابراہیم، ابن وزیر، یمانی رحمہ اللہ (775-840ھ) لکھتے ہیں :

وَقَدْ عُلِمَ تَعْظِيمُ خَلَفِهِمْ لِسَلَفِهِمْ، وَعُلِمَ أَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِسَلَفِهِمْ خَيْرٌ مِّنَ الِاقْتِدَاءِ بِخَلَفِهِمْ بِالنَّصِّ فِي خَيْرِ الْقُرُونِ، ---، فَلَا يَشُكُّ مُنْصِفٌ أَنَّ الِاقْتِدَاءَ بِسَلَفِهِمْ أَرْجَحُ، ---، وَيَسَعُنَا مَا وَسِعَ السَّلَفَ الصَّالِحَ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى صَلَاحِهِمْ .

''بعد والوں کا اپنے اسلاف کی تعظیم کرنا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، اسی طرح یہ بھی معلوم حقیقت ہے کہ سلف کی پیروی خلف کی اقتدا سے بہتر ہے، کیونکہ خیرالقرون کے بارے میں نص وارد ہو چکی ہے---لہٰذا کوئی منصف مزاج شخص اس بات میں شک نہیں کرتا کہ سلف کی پیروی ہی راجح ہے---ہمیں

وہی چیز کافی ہو جائے گی، جو سلف صالحین کو کافی ہوئی تھی، کیونکہ ان کے نیک ہونے پر اجماع ہے۔'' (إيثار الحق على الخلق، ص: 103)

❀ امام، ابو حاتم، محمد بن ادریس، رازی رحمہ اللہ (195-277ھ) فرماتے ہیں:

الْعِلْمُ عِنْدَنَا مَا كَانَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ كِتَابٍ نَّاطِقٍ، نَاسِخٍ غَيْرِ مَنْسُوخٍ، وَمَا صَحَّتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ مِمَّا لَا مُعَارِضَ لَهٗ، وَمَا جَاءَ عَنِ الْأَلِبَّاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ؛ مَا اتَّفَقُوا عَلَيْهِ، فَإِذَا اخْتَلَفُوا لَمْ يَخْرُجْ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ، فَإِذَا خَفِيَ ذٰلِكَ وَلَمْ يُفْهَمْ؛ فَعَنِ التَّابِعِينَ، فَإِذَا لَمْ يُوجَدْ عَنِ التَّابِعِينَ، فَعَنْ أَئِمَّةِ الْهُدٰى مِنْ أَتْبَاعِهِمْ؛ مِثْلِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، وَحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، وَحَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، وَسُفْيَانَ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَالْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، ثُمَّ مِنْ بَعْدُ مَا لَمْ يُوجَدْ عَنْ أَمْثَالِهِمْ؛ فَعَنْ مِثْلِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ، وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ، وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَوَكِيعِ بْنِ الْجَرَّاحِ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ؛ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ، وَيَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، وَالْحُمَيْدِيِّ، وَأَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ، وَإِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيِّ، وَأَبِي عُبَيْدٍ الْقَاسِمِ بْنِ سَلَّامٍ.

''ہمارے نزدیک علم (شریعت) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابِ ناطق

(قرآنِ کریم) کی صورت میں غیر منسوخ ہو، نیز رسولِ اکرم ﷺ سے منقول وہ صحیح احادیث، جو غیر معارض ہوں اور وہ اتفاقی مسائل جو صحابہ کرام سے منقول ہیں۔البتہ جب وہ اختلاف کریں،تو بھی کوئی مسلمان ان کے اختلاف سے باہر نہیں نکل سکتا (یعنی ان کے دو اختلافی اقوال کے مقابلے میں کوئی تیسرا قول نہیں اپنا سکتا)۔جب صحابہ کرام سے ایسا کچھ نہ ملے،تو پھر تابعین کرام سے۔جب تابعین کرام سے بھی نہ ملے،تو تبع تابعین کے ائمہ ہدیٰ سے لیا جائے گا،مثلاً امام ایوب سختیانی،امام حماد بن زید،امام حماد بن سلمہ،امام سفیان، امام مالک بن انس اور امام اوزاعی،امام حسن بن صالح رحمہم اللہ۔ پھر جب ان جیسے ائمہ سے بھی کوئی بات نہ ملے،تو امام عبد الرحمٰن بن مہدی، امام عبد اللہ بن مبارک، امام عبد اللہ بن ادریس،امام یحییٰ بن آدم،امام سفیان بن عیینہ،امام وکیع بن جراح اور ان کے بعد والے ائمہ،مثلاً امام محمد بن ادریس شافعی،امام یزید بن ہارون، امام حمیدی،امام احمد بن حنبل،امام اسحاق بن ابراہیم حنظلی اور امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہم اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔‘‘

(الفقيه والمتفقه للخطيب البغدادي :433/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ یہ قول نقل کرنے کے بعد امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَصَدَ أَبُو حَاتِمٍ إِلٰی تَسْمِيَةِ هٰؤُلَاءِ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا الْمَشْهُورِينَ مِنْ أَئِمَّةِ أَهْلِ الْأَثَرِ فِي أَعْصَارِهِمْ، وَلَهُمْ نُظَرَاءُ كَثِيرُونَ مِنْ أَهْلِ كُلِّ عَصْرٍ أُولُو نَظَرٍ وَّاجْتِهَادٍ، فَمَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ فَهُوَ الْحُجَّةُ، وَيَسْقُطُ الِاجْتِهَادُ مَعَ إِجْمَاعِهِمْ، فَكَذٰلِكَ إِذَا اخْتَلَفُوا

عَلٰی قَوْلَيْنِ؛ لَمْ يَجُزْ لِمَنْ بَعْدَهُمْ إِحْدَاثُ قَوْلٍ ثَالِثٍ .

''امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے یہ نام اس لیے ذکر کیے ہیں کہ یہ اپنے زمانے کے مشہور ائمہ محدثین تھے۔ ہر دور میں ان ائمہ کے ہم پلہ اور بھی اہل نظر و اجتہاد موجود رہے ہیں۔ جس بات پر یہ ائمہ دین اجماع کر لیں، وہ حجت بن جاتی ہے اور ان کے اجماع کے بعد اس مسئلے میں اجتہاد کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب ان ائمہ سے کسی مسئلے میں اختلاف کرتے ہوئے دو اقوال منقول ہوں، تو بعد والوں کے لیے کوئی تیسرا قول نکالنا جائز نہیں ہو گا۔''

(الفقيه والمتفقه : 433/1)

❁ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (107-198ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ يَأْتَمُّ بِمَنْ قَبْلَهٗ؛ فَهُوَ إِمَامٌ لِّمَنْ بَعْدَهٗ .

''اپنے اسلاف کی پیروی کرنے والا بعد والوں کا امام بن جاتا ہے۔''

(الفقيه والمتفقه للخطيب البغدادي : 436/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ثقہ اور صالح امام، عبد اللہ بن داود، خُرَیبی رحمہ اللہ (م: 213ھ) فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ، لَوْ بَلَغَنَا أَنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَزِيدُوا فِي الْوُضُوءِ عَلَى غَسْلِ أَظْفَارِهِمْ؛ لَمَا زِدْنَا عَلَيْهِ، قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ خُزَيْمَةَ : يُرِيدُ أَنَّ الدِّينَ الِاتِّبَاعُ .

''اللہ کی قسم! اگر ہمیں یہ بات معلوم ہو کہ اسلافِ امت نے وضو میں صرف اپنے ناخن دھوئے ہیں، تو ہم اس سے زیادہ نہیں کریں گے۔ امام ابوبکر ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام خریبی رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ دین (اسلاف کی) پیروی کا نام ہے۔''(الفقيه والمتفقه للخطيب : 389/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مؤرّخ اسلام ومفسر قرآن، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) لکھتے ہیں:

فَأَهْلُ الْأَدْيَانِ قَبْلَنَا اخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ عَلٰى آرَاءٍ وَّمِلَلٍ بَاطِلَةٍ، وَكُلُّ فُرْقَةٍ مِّنْهُمْ تَزْعُمُ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ، وَهٰذِهِ الْأُمَّةُ أَيْضًا اخْتَلَفُوا فِيمَا بَيْنَهُمْ عَلٰى نِحَلٍ؛ كُلُّهَا ضَلَالَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، الْمُتَمَسِّكُونَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّدْرُ الْأَوَّلُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعَيْنِ، وَأَئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي قَدِيمِ الدَّهْرِ وَحَدِيثِهٖ.

''ہم سے پہلے اہل ادیان نے بہت سی آرا اور باطل مذاہب کے ساتھ باہم اختلاف کیا۔ان میں سے ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہی حق پر ہے۔ اس امت نے بھی اختلاف کرتے ہوئے بہت سے مسالک بنا لیے ہیں۔ یہ سب کے سب گمراہی پر مبنی ہیں، سوائے ایک کے اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں، جو کہ کتاب اللہ، سنت رسول اور اس طریقے کو لازم پکڑے ہوئے ہیں، جس پر صدرِ اوّل میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ہر دور کے ائمہ مسلمین کاربند تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 316/6، 317، ت سلامة)

نیز فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؛ فَيَقُولُونَ فِي كُلِّ فِعْلٍ وَّقَوْلٍ لَّمْ يَثْبُتْ عَنِ الصَّحَابَةِ : هُوَ بِدْعَةٌ؛ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ خَيْرًا لَّسَبَقُونَا إِلَيْهِ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتْرُكُوا خَصْلَةً مِّنْ خِصَالِ الْخَيْرِ؛ إِلَّا وَقَدْ بَادَرُوا إِلَيْهَا.

''اہل سنت والجماعت تو صحابہ کرام سے غیر ثابت ہر قول وفعل کو بدعت کہتے ہیں،اس لیے کہ اگر وہ بھلائی کا کام ہوتا،تو صحابہ کرام اسے کرنے میں ہم پر ضرور سبقت لے گئے ہوتے،کیونکہ صحابہ کرام بھلائی کے ہر کام کی طرف دوڑ لگاتے تھے۔''(تفسير ابن كثير : 7/278، 279)

❁ حجۃ الاسلام،امام تفسیر،مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ (م:104/101ھ)فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا فَسَّرَ الشَّيْءَ؛ رَأَيْتُ عَلَيْهِ نُورًا .

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی کسی آیت کی تفسیر فرماتے،تو میں ان پر ایک نور دیکھتا تھا۔''

(زوائد فضائل الصحابة لعبد الله بن أحمد بن حنبل : 1935، تهذيب الآثار لمحمد بن جرير الطبري : 289، الطبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص : 69، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ شیخ الاسلام ثانی،عالم ربانی،ابن قیم رحمہ اللہ (691-751ھ)فرماتے ہیں:

فَأَيُّ خَصْلَةِ خَيْرٍ لَّمْ يَسْبِقُوا إِلَيْهَا؟ وَأَيُّ خُطَّةِ رُشْدٍ لَّمْ يُسْتَوْلَوْا عَلَيْهَا؟ تَاللّٰهِ، لَقَدْ وَرَدُوا رَأْسَ الْمَاءِ مِنْ عَيْنِ الْحَيَاةِ عَذْبًا صَافِيًا زُلَالًا، وَأَيَّدُوا قَوَاعِدَ الْإِسْلَامِ فَلَمْ يَدَعُوا لِأَحَدٍ بَعْدَهُمْ مَقَالًا، فَتَحُوا الْقُلُوبَ بِعَدْلِهِمْ بِالْقُرْآنِ وَالْإِيمَانِ، وَالْقُرٰى بِالْجِهَادِ بِالسَّيْفِ وَالسِّنَانِ، وَأَلْقَوْا إِلَى التَّابِعِينَ مَا تَلَقَّوْهُ مِنْ مِّشْكَاةِ النُّبُوَّةِ خَالِصًا صَافِيًا، وَكَانَ سَنَدُهُمْ فِيهِ عَنْ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، عَنْ جِبْرِيلَ، عَنْ رَّبِّ الْعَالَمِينَ سَنَدًا صَحِيحًا عَالِيًا، وَقَالُوا : هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا وَقَدْ عَهِدْنَا

إِلَيْكُمْ، وَهٰذِهِ وَصِيَّةُ رَبِّنَا وَفَرْضُهُ عَلَيْنَا، وَهِيَ وَصِيَّتُهُ وَفَرْضُهُ عَلَيْكُمْ، فَجَرَى التَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ عَلٰى مِنْهَاجِهِمْ الْقَوِيمِ، وَاقْتَفُوا عَلٰى آثَارِهِمْ صِرَاطَهُمْ الْمُسْتَقِيمِ، ثُمَّ سَلَكَ تَابِعُو التَّابِعِينَ هٰذَا الْمَسْلَكَ الرَّشِيدَ، ﴿**وَهُدُوا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيدِ**﴾(الحج 22 : 24)، وَكَانُوا بِالنِّسْبَةِ إِلٰى مَنْ قَبْلَهُمْ، كَمَا قَالَ أَصْدَقُ الْقَائِلِينَ : ﴿**ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ * وَقَلِيلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ**﴾(الواقعة 56 : 13، 14).

''کون سا بھلائی والا کام ہے، جس میں صحابہ کرام نے سبقت نہیں کی اور کون سا خیر کا راستہ ہے، جو انہوں نے نہیں اپنایا؟ اللہ کی قسم! وہ چشمۂ حیات کے میٹھے، صاف پانی پر وارد ہوئے اور انہوں نے اسلامی قوانین کی اس انداز سے تائید کی کہ بعد والوں کے کلام کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ انہوں نے قرآن و ایمان کے ساتھ عدل کر کے دلوں کو جیتا اور تلواروں اور نیزوں کے ساتھ جہاد کر کے بستیوں کو فتح کیا۔ انہوں نے نبوت کی قندیل سے جو کچھ حاصل کیا تھا، اسے خالص اور صاف حالت میں تابعین کو منتقل کر دیا۔ ان کی صحیح اور عالی سند اپنے نبی سے جبریل کے واسطے رب العالمین تک پہنچتی تھی۔ انہوں نے فرمایا: یہ ہمارے نبی ﷺ کی ہمیں وصیت تھی اور یہی وصیت ہم تمہیں کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے رب کی ہمیں وصیت اور اس کا ہم پر فرض تھا اور یہی وصیت اور فرض تمہارے لیے بھی ہے۔ تابعین عظام، صحابہ کرام کے سیدھے راستے پر چلے اور انہوں نے صحابہ کرام ہی کے نقش قدم پر صراطِ مستقیم طے کیا۔ پھر تبع

تابعین اس بھلائی والے راستے پر چلے،جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے :
﴿وَهُدُوا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيدِ﴾
(الحج 22 : 24) (ان کی پاکیزہ کلام اور اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف راہنمائی کی گئی)۔ان کی بعد والوں سے نسبت یوں ہے،جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ * وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِيْنَ﴾(الواقعة 56 : 13، 14)
(پہلوں میں سے ایک بڑا گروہ اور بعد والوں میں سے تھوڑے سے لوگ [سبقت لے جانے والوں میں شامل ہوں گے])۔''

(إعلام الموقّعين عن ربّ العالمين :5/1)

ناصر الحدیث،امام،محمد بن ادریس،شافعی رحمہ اللہ (150-204ھ) فرماتے ہیں :

وَالْعِلْمُ مِنْ وَّجْهَيْنِ؛ اتِّبَاعٍ وَّاسْتِنْبَاطٍ، وَالاِتِّبَاعُ؛ اتِّبَاعُ كِتَابٍ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَسُنَّةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقَوْلُ عَامَّةٍ مِّنْ سَلَفِنَا لَا نَعْلَمُ لَهُ مُخَالِفًا، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقِيَاسٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقِيَاسٌ عَلٰى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فَقِيَاسٌ عَلٰى قَوْلِ عَامَّةِ سَلَفِنَا لَا مُخَالِفَ فِيهِ .

''علم کی دو اقسام ہیں؛ ایک اتباع اور دوسری استنباط۔اتباع کتاب اللہ کا ہو گا۔اگر کتاب اللہ (میں پیش آمدہ مسئلہ کا حل) نہ ہو،تو سنتِ رسول کا۔اگر سنتِ رسول میں بھی نہ ہو،تو ہمارے اسلاف کی ایسی جماعت کا جن کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف ہمیں معلوم نہ ہو۔اگر یہ بھی نہ ہو،تو کتاب اللہ پر قیاس کیا جائے گا ،اگر یہ بھی نہ ہو،تو سنتِ رسول پر قیاس کیا جائے گا اور اگر یہ بھی

نہ ہو،تو جماعتِ اسلاف کے اس قول پر قیاس کیا جائے گا،جس کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف نہ ہو۔''(مختلف الحديث، ص :91)

❀ شیخ الاسلام والمسلمین،ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَعَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِّنَ الدِّينِ إِلَّا تَبَعًا لِّمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ، وَلَا يَتَقَدَّمُ بَيْنَ يَدَيْهِ، بَلْ يَنْظُرُ مَا قَالَ، فَيَكُونُ قَوْلُهُ تَبَعًا لِّقَوْلِهِ وَعَمَلُهُ تَبَعًا لِّأَمْرِهِ، فَهٰكَذَا كَانَ الصَّحَابَةُ وَمَنْ سَلَكَ سَبِيلَهُمْ مِّنَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَّأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، فَلِهٰذَا لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ يُعَارِضُ النُّصُوصَ بِمَعْقُولِهِ، وَلَا يُؤَسِّسُ دِينًا غَيْرَ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ، وَإِذَا أَرَادَ مَعْرِفَةَ شَيْءٍ مِّنَ الدِّينِ وَالْكَلَامِ فِيهِ؛ نَظَرَ فِيمَا قَالَهُ اللّٰهُ وَالرَّسُولُ، فَمِنْهُ يَتَعَلَّمُ وَبِهِ يَتَكَلَّمُ، وَفِيهِ يَنْظُرُ وَيَتَفَكَّرُ، وَبِهِ يَسْتَدِلُّ، فَهٰذَا أَصْلُ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''ہر مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی دینی معاملے میں وہی بات کرے،جو رسولِ اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع ہو۔آپ ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے، بلکہ آپ ﷺ کے فرمان ہی کو دیکھے۔ چنانچہ اس کا قول آپ ﷺ کے فرمان اور اس کا فعل،آپ ﷺ کے حکمِ مبارک کے تابع ہو جائے۔صحابہ کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین عظام اور ائمہ مسلمین ایسا ہی کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اپنی عقل کو نصوص کے مقابلے میں نہیں لاتا تھا،نہ ہی رسولِ اکرم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کے علاوہ کوئی دین بناتا تھا۔وہ جب کسی دینی معاملے

کی معرفت اور اس بارے میں بات کرنے کا ارادہ کرتے ،تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کو دیکھتے۔وہ اسی سے سیکھتے اور اسی پر مبنی بات کرتے ، اسی میں تدبر وتفکر کرتے اور اسی سے استدلال کرتے تھے۔یہی اہل سنت والجماعت کی بنیاد ہے۔‘‘(مجموع الفتاوٰی : 63/13)

معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف قرآن و حدیث ہی کے پیروکار تھے اور اسی پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے تھے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں جابر بن یزید ازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

لَقِيَنِي ابْنُ عُمَر ، فَقَالَ : يَا جَابِرُ ، إِنَّكَ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْبَصَرَةِ ، وَسَتُسْتَفْتٰى ، فَلَا تُفْتِيَنَّ إِلَّا بِكِتَابٍ نَّاطِقٍ أَوْ سُنَّةٍ مَّاضِيَةٍ.

’’سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھے ملے اور فرمایا : جابر! آپ اہل بصرہ کے فقہا میں سے ہیں ۔آپ سے مسائل پوچھے جائیں گے،لیکن آپ صرف کتاب اللہ،سنتِ رسول اور گزشتہ (لوگوں کے) طریقے کے مطابق ہی فتویٰ دینا۔‘‘

(التاريخ الكبير للبخاري : 204/2، الإحكام في أصول الأحكام لابن حزم : 540/8، وسندهٗ صحيحٌ)

قرآن و حدیث کو سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کے فہم و منہج اور عمل کے مطابق ہی سمجھنا چاہیے۔یہی مسلک اہل حدیث ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسی مسلک پر زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین !

عقیدۂ ختمِ نبوت

حافظ ابو یحییٰ نور پوری

عقیدۂ ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ ہمارے نبی اکرم محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری نبی اور رسول ہیں۔سیدنا آدم علیہ السلام سلسلۂ نبوت کی پہلی کڑی تھے،ان کے بعد بھی ہر دور اور ہر قوم کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیا اور رسل مبعوث فرمائے،لیکن یہ سلسلہ ہمارے نبی ﷺ پر ختم ہو گیا۔آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا،کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک ہر قوم و وطن کے لیے ہے۔آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں،نہ ظلی نہ بروزی،نہ تشریعی نہ غیر تشریعی۔اس عقیدے کا انکار کفر و الحاد ہے۔

فرامین باري تعالیٰ :

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سبا 34 : 28)

''(اے نبی!) ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا ہے،لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

❁ قاضی،عیاض بن موسیٰ،سبتی رحمہ اللہ (476-544ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ أُرْسِلَ كَافَّةً لِّلنَّاسِ، وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ.

''بلاشبہ آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے مبعوث کیا گیا۔امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے۔''(الشفا : 271/2)

یعنی قیامت تک کے سارے انسانوں کے لیے نبوتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کافی ہے۔ختمِ نبوت کا مطلب وہی ہے جو الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ظلی یا بروزی اور تشریعی یا غیر تشریعی کی قیدیں لگا کر اس آیت کو ظاہری معنیٰ سے پھیرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

❁ مفسر امام، ابوجعفر، محمد بن جریر، طبری رحمہ اللہ (224-310ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : وَمَا أَرْسَلْنَاكَ، يَا مُحَمَّدُ، إِلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ بِاللّٰهِ مِنْ قَوْمِكَ خَاصَّةً، وَلٰكِنَّا أَرْسَلْنَاكَ كَافَّةً لِّلنَّاسِ أَجْمَعِينَ؛ الْعَرَبِ مِنْهُمْ وَالْعَجَمِ، وَالْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، بَشِيرًا مَّنْ أَطَاعَكَ، وَنَذِيرًا مَّنْ كَذَّبَكَ، وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ كَذٰلِكَ إِلٰى جَمِيعِ الْبَشَرِ .

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو صرف آپ کی قوم کے مشرکین کی طرف مبعوث نہیں فرمایا، بلکہ عرب و عجم اور سرخ و سیاہ سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے، جو لوگ آپ کی اطاعت کرتے ہیں، ان کو خوشخبری دینے والا بنا کر اور جو لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں، ان کو ڈرانے والا بنا کر، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح سارے انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔'' (تفسير الطبري : 288/19، ط هجر)

❁ شیخ الاسلام والمسلمین، علامہ، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمَّا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا إِلٰى جَمِيعِ الثَّقَلَيْنِ جِنِّهِمْ وَإِنْسِهِمْ، عَرَبِهِمْ وَعَجَمِهِمْ، وَهُوَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، كَانَ مِنْ نِّعْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ، وَمِنْ تَمَامِ حُجَّتِهٖ عَلٰى خَلْقِهٖ أَنْ تَكُونَ آيَاتُ نُبُوَّتِهٖ وَبَرَاهِينُ رِسَالَتِهٖ مَعْلُومَةً لِّكُلِّ

الْخَلْقِ الَّذِينَ بُعِثَ إِلَيْهِمْ.

''محمد ﷺ جن وانس اور عرب وعجم سب کے لیے رسول بن کر آئے ہیں اور خاتم الانبیا ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب معاملہ ایسے ہے، تو یہ بات اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر نعمت اور اپنی مخلوق پر اتمامِ حجت ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت کی آیات و براہین ان تمام لوگوں کو معلوم ہوں، جن کی طرف آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔'' (الجواب الصحیح : 405/5)

❁ نیز فرماتے ہیں:

فَلَا بُدَّ فِي الْإِيمَانِ مِنْ أَنْ تُؤْمِنَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ، وَأَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهٗ إِلٰى جَمِيعِ الثَّقَلَيْنِ؛ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، خَلْقِهٖ، فِي تَبْلِيغِ أَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ، وَوَعْدِهٖ وَوَعِيدِهٖ، وَحَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ، فَالْحَلَالُ مَا أَحَلَّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، وَالدِّينُ مَا شَرَعَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ لِأَحَدٍ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ طَرِيقًا إِلَى اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ مُتَابَعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَهُوَ كَافِرٌ مِّنْ أَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ.

''ایمان میں یہ بھی ضروری ہے کہ آپ محمد ﷺ کے خاتم الانبیا ہونے پر ایمان لائیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی، وعد و وعید اور حلال و حرام کو سب تک پہنچائیں۔ چنانچہ حلال وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال کر دیا اور حرام وہی ہے، جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دے دیا اور دین وہی ہے، جسے اللہ اور اس

کے رسول ﷺ نے مشروع قرار دے دیا ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کسی ولی کے پاس محمد ﷺ کی اطاعت کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کوئی راستہ ہے، وہ کافر اور شیطان کا دوست ہے۔''

(الفرقان بين أولياء الرحمان وأولياء الشيطان، ص :21)

② فرمانِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الأعراف 7 : 158)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

❁ حافظ، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) لکھتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ وَرَسُولِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قُلْ يَا مُحَمَّدُ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ، وَهٰذَا خِطَابٌ لِّلْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، وَالْعَرَبِيِّ وَالْعَجَمِيِّ، إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا، أَيْ جَمِيعُكُمْ، وَهٰذَا مِنْ شَرَفِهٖ وَعَظَمَتِهٖ أَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَأَنَّهٗ مَبْعُوثٌ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً .

''اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور رسول محمد ﷺ سے فرماتا ہے: اے محمد (ﷺ)! کہہ دیجیے کہ لوگو! یہ خطاب سرخ وسیاہ اور عربی و عجمی سب کے لیے ہے، کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ یہ آپ ﷺ کا شرف اور آپ کی عظمت ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سارے لوگوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں۔''(تفسير ابن كثير : 489/3 بتحقيق سلامة)

احادیثِ نبویہ :

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ

عَامَّةً» .

''پہلے نبی کو صرف اس کی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے،لیکن مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 335، صحيح مسلم :521)

صحیح مسلم(3/521) کے الفاظ یہ ہیں:

«كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُّبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلٰى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ» .

''پہلے ہر نبی کو خاص اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے،لیکن مجھے ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهٖ؛ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ» .

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،اس امت کا جو بھی یہودی و نصرانی میرا پیغام سنے،لیکن میری تعلیمات پر ایمان لائے بغیر مر جائے،وہ جہنمی ہوگا۔''(صحيح مسلم : 153)

❁ شارحِ صحیح مسلم،حافظ نووی رحمہ اللہ (631-676ھ) لکھتے ہیں:

وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ»، أَيْ مَنْ هُوَ مَوْجُودٌ فِي زَمَنِي وَبَعْدِي إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَكُلُّهُمْ يَجِبُ عَلَيْهِمُ الدُّخُولُ فِي طَاعَتِهٖ، وَإِنَّمَا ذَكَرَ الْيَهُودِيَّ وَالنَّصْرَانِيَّ تَنْبِيهًا عَلٰى مَنْ سِوَاهُمَا، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْيَهُودَ

وَالنَّصَارٰى لَهُمْ كِتَابٌ، فَإِذَا كَانَ هٰذَا شَأْنَهُمْ مَّعَ أَنَّ لَهُمْ كِتَابًا؛ فَغَيْرُهُمْ مِّمَّنْ لَّا كِتَابَ لَهُ أَوْلٰى .

''نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کہ اس امت کا کوئی بھی فرد میرے پیغام کے بارے میں سنے گا، سے مراد یہ ہے کہ جو بھی میرے زمانے میں موجود ہے یا میرے بعد قیامت تک آئے گا، سب کے لیے میری اطاعت میں داخل ہونا واجب ہے۔ آپ ﷺ نے یہودی و نصرانی کا ذکر ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے بارے میں تنبیہ کرنے کے لیے کیا کہ یہود و نصاریٰ کے پاس تو کتاب موجود ہے، جب کتاب موجود ہونے کے باوجود ان کے بارے میں یہ حکم ہے، تو جن کے پاس کوئی کتاب نہیں، وہ تو بالاولیٰ اس حکم میں داخل ہوں گے۔''

(شرح صحیح مسلم: 2/188، 189)

اهل علم کي رائے :

❁ علامہ علی بن احمد، ابن حزم، اندلسی رحمہ اللہ (384-456ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا مَعَ سَمَاعِهِمْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ وَقَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لَا نَبِيَّ بَعْدِي» فَكَيْفَ يَسْتَجِيزُهٗ مُسْلِمٌ أَنْ يُّثْبِتَ بَعْدَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا فِي الْأَرْضِ، حَاشَا مَا اسْتَثْنَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْآثَارِ الْمُسْنَدَةِ الثَّابِتَةِ فِي نُزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ .

''بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں) اور رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، سننے کے بعد ایسی باتیں کرتے

ہیں (جو ختمِ نبوت کے عقیدے کے خلاف ہوتی ہیں)۔کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کا اثبات کرے، سوائے قربِ قیامت نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے، جس کا استثنیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متصل اور ثابت شدہ احادیث میں فرما دیا ہے۔''

(الفصل في الملل والأهواء والنحل : 4/138)

نیز فرماتے ہیں:

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤُوْنَ* لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾(التوبة 9 : 65، 66) فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ بِالنَّصِّ، وَصَحَّ الْإِجْمَاعُ عَلٰی أَنَّ كُلَّ مَنْ جَحَدَ شَيْئًا صَحَّ عِنْدَنَا بِالْإِجْمَاعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰی بِهٖ؛ فَقَدْ كَفَرَ، وَصَحَّ بِالنَّصِّ أَنَّ كُلَّ مَنِ اسْتَهْزَأَ بِاللّٰهِ تَعَالٰی، أَوْ بِمَلَكٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ، أَوْ بِنَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، أَو بِآيَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ، أَوْ بِفَرِيضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ الدِّينِ، فَهِيَ كُلُّهَا آيَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی، بَعْدَ بُلُوغِ الْحُجَّةِ إِلَيْهِ؛ فَهُوَ كَافِرٌ، وَمَنْ قَالَ بِنَبِيٍّ بَعْدَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَوْ جَحَدَ شَيْئًا صَحَّ عِنْدَهٗ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهٗ، فَهُوَ كَافِرٌ، لِأَنَّهٗ لَمْ يَحْكُمِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ خَصْمِهٖ.

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤُوْنَ* لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ﴾ (التوبة 9 : 65، 66)

([اے نبی!] کہہ دیجیے کہ کیا اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تم استہزا کرتے ہو؟ تم عذر نہ کرو، یقیناً تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو)۔ یہ سب لوگ نص کی بنا پر کافر ہیں۔ اس بات پر بھی اجماع ثابت ہو چکا ہے کہ جس شخص نے ایسی چیز کا انکار کیا، جس کے بارے میں ہمارے نزدیک اجماع سے ثابت ہو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے، تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نص سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے کسی فرشتے، اس کے کسی نبی، قرآن کی کسی آیت، دین کے کسی فریضے کہ وہ بھی اللہ کی آیات ہیں، ان چیزوں کا حجت پہنچنے کے بعد مذاق اڑاتا ہے، وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا ایسی چیز کا انکار کر دیتا ہے، جو اس کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے ثابت ہو، تو ایسا شخص بھی کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ اس نے اپنے اور اپنے مخالف کے مابین نبی اکرم ﷺ کو فیصل و حاکم تسلیم نہیں کیا۔''

(الفصل في الملل والأهواء والنحل: 142/3)

❁ مشہور مفسر، علامہ، محمد بن احمد، قرطبی رحمہ اللہ (600-671ھ) فرماتے ہیں:

ذَهَبَ قَوْمٌ إِلٰى أَنَّ بِنُزُولِ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرْتَفِعُ التَّكْلِيفُ، لِئَلَّا يَكُونَ رَسُولًا إِلٰى أَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ، يَأْمُرُهُمْ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَنْهَاهُمْ، وَهٰذَا أَمْرٌ مَّرْدُودٌ بِالْأَخْبَارِ الَّتِي ذَكَرْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَبِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾، وَقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «لَا نَبِيَّ بَعْدِي»، وَقَوْلِهٖ: «وَأَنَا الْعَاقِبُ» (صحيح البخاري: 3532، صحيح مسلم: 2354)، يُرِيدُ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتِمَهُمْ، وَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُّتَوَهَّمَ أَنَّ عِيسٰى يَنْزِلُ

نَبِيًّا بِشَرِيعَةٍ مُّتَجَدِّدَةٍ، وَغَيْرِ شَرِيعَةِ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ إِذَا نَزَلَ؛ فَإِنَّهٗ يَكُونُ يَوْمَئِذٍ مِّنْ أَتْبَاعِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے شریعت کی عمل داری ختم ہو جائے گی، تا کہ عیسیٰ علیہ السلام ایسے رسول نہ قرار پا جائیں، جو اس زمانے والوں کی طرف مبعوث ہوں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی سے خبردار کریں۔لیکن یہ بات ہماری ذکر کردہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر مردود ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دینے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بنا پر کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، نیز اس فرمانِ نبوی کی وجہ سے کہ میں سب سے آخر میں آنے والا نبی ہوں۔جب معاملہ یہ ہے،تو پھر یہ خیال کرنا کیسے جائز ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام نئی شریعت والے نبی بن کر آئیں گے، جو کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے مختلف ہوگی۔اس کے برعکس عیسیٰ علیہ السلام اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہوں گے۔''

(التذکرة بأحوال الموتٰی وأمور الآخرة: 792/2)

❀ علامہ،احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی (851-923ھ) لکھتے ہیں:

فَمِنْ تَشْرِيفِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ بِهٖ، وَإِكْمَالِ الدِّينِ الْحَنِيفِ لَهٗ، وَقَدْ أَخْبَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ، وَرَسُولُهٗ فِي السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ أَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ، لِيَعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ مَنِ ادَّعٰى هٰذَا الْمُقَامَ بَعْدَهٗ؛ فَهُوَ كَذَّابٌ، أَفَّاكٌ، دَجَّالٌ، ضَالٌّ، مُضِلٌّ، وَلَوْ تَحَذَّقَ وَتَشَعْبَذَ، وَأَتٰى بِأَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ وَالنِّيرَنْجِيَاتِ، فَكُلُّهَا مُحَالٌ وَّضَلَالَةٌ عِنْدَ أُولِي الْأَلْبَابِ، وَلَا يَقْدَحُ فِي هٰذَا نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَهٗ، لِأَنَّهٗ إِذَا نَزَلَ كَانَ عَلٰى دِينِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمِنْهَاجِهٖ، مَعَ أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهٗ آخِرُ مَنْ نُّبِّیَ، قَالَ أَبُو حَيَّانَ : وَمَنْ ذَهَبَ إِلٰى أَنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ لَّا تَنْقَطِعُ، أَوْ إِلٰى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْضَلُ مِنَ النَّبِيِّ؛ فَهُوَ زِنْدِيقٌ يَّجِبُ قَتْلُهٗ .

''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کے لیے اعزاز اور دین حنیف کی تکمیل ہے کہ آپ ﷺ کو خاتم الانبیا والمرسلین بنایا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی متواتر سنت میں یہ بتایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد جو بھی اس مقام کا دعویٰ کرے گا،وہ کذاب،افترا پرداز،دجال،خودگمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہو گا۔اگر چہ وہ اپنے تئیں بڑی کاریگری اور شعبدہ بازی کا مظاہرہ کرے،نیز قسم قسم کے جادو،طلسمات اور دم جھاڑے کرے،کیونکہ اہل عقل وخرد کے نزدیک یہ باتیں ناممکن اور گمراہی پر مبنی ہیں۔آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے ختم ِ نبوت میں کوئی قدغن نہیں لگے گی،کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے دین اور منہج پر نازل ہوں گے۔ نیز ختم ِ نبوت کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخری ہستی ہیں،جن پر وحی نازل ہوئی۔ابوحیان کا کہنا ہے کہ جو شخص نبوت کو ایک کسبی امر قرار دے کر جاری سمجھتا ہے یا ولی کو نبی سے افضل سمجھتا ہے،وہ زندیق اور واجب القتل ہے۔''(المواهب اللدنيّة بالمنح المحمّديّة : 546/2)

❁ ملا علی بن سلطان محمد،قاری،حنفی (م : 1014 ھ) لکھتے ہیں :

وَالْحَاصِلُ أَنَّ كَسْرَ التَّاءِ بِمَعْنٰى أَنَّهٗ خَتَمَهُمْ، أَيْ جَاءَ آخِرَهُمْ، فَلَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ، أَيْ لَا يُتَنَبَّأُ أَحَدٌ بَعْدَهٗ، فَلَا يُنَافِي نُزُولَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَابِعًا لِّشَرِيعَتِهٖ، مُسْتَمِدًّا مِّنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَأَمَّا فَتْحُ التَّاءِ؛ فَمَعْنَاهُ أَنَّهُمْ بِهٖ خُتِمُوا، فَهُوَ الطَّابَعُ وَالْخَاتَمُ لَهُمْ .

''حاصلِ کلام یہ ہے کہ تا کے کسرہ کے ساتھ (خاتِم پڑھا جائے،تو) معنیٰ یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے انبیا کو ختم کر دیا،یعنی آپ ﷺ ان سب کے آخر میں آئے اور

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ ﷺ کے بعد کسی کو وحی نہیں آئے گی۔عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر اتر کر آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہونا اورقرآن وسنت سے استفادہ کرنا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔اگر تا پر فتح (خاتَم) ہو،تو اس کا معنیٰ ہوگا کہ انبیا پر آپ ﷺ کے ذریعے مہر لگا دی گئی ،یعنی آپ ﷺ ان کے لیے مہر ہیں۔''

(جمع الوسائل في شرح الشمائل :27/1)

❁ علامہ،عبدالرؤف،مناوی رحمہ اللہ (952-1031ھ) فرماتے ہیں:

وَهٰذِهٖ قَاعِدَةٌ لَّا يَحْتَاجُ فِي إِثْبَاتِهَا إِلٰى شَيْءٍ لِّانْعِقَادِ الْإِجْمَاعِ عَلَيْهَا، وَلَا الْتِفَاتَ إِلٰى مَا زَعَمَهٗ بَعْضُ فِرَقِ الضَّلَالِ؛ مِنْ أَنَّ النُّبُوَّةَ بَاقِيَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَبَنَوْا ذٰلِكَ عَلٰى قَاعِدَةِ الْأَوَائِلِ أَنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ، وَرُمِيَ بِذٰلِكَ جَمْعٌ مِّنْ عُظَمَاءِ الصُّوفِيَةِ كَالْإِمَامِ الْغَزَالِيِّ، اِفْتَرَاهُ عَلَيْهِ الْحَسَدَةُ، وَقَدْ تَبَرَّأَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِنَ الْقَوْلِ بِهٖ، وَتَنَصَّلَ مِنْهُ فِي كُتُبِهٖ، وَأَمَّا عِيسٰى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ؛ فَقَدْ أَجْمَعُوا عَلٰى نُزُولِهٖ نَبِيًّا لّٰكِنَّهٗ بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ.

''یہ ایسا قاعدہ ہے،جس کے اثبات کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں،کیونکہ اس پر اجماع ہو چکا ہے۔بعض گمراہ فرقوں نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبوت قیامت تک باقی رہے گی،نا قابل التفات ہے۔ان کی بنیاد پہلے فلسفیوں کے اس قول پر ہے کہ نبوت کسبی چیز ہے۔عظیم صوفیوں کے ایک گروہ پر اس نظریے کو اپنانے کا الزام لگا تھا۔امام غزالی بھی انہی میں سے ہیں،ان کے حاسدوں نے ان پر یہ جھوٹ باندھا تھا،لیکن انہوں نے اس سے براءت کا اظہار کر دیا اور اپنی کتابوں میں انہوں نے اسے بیزاری ظاہر کر دی۔رہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام،تو امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ وہ بحیثیت ِنبی نازل ہوں گے،لیکن ہمارے نبی ﷺ کی شریعت لے کر آئیں گے۔''(فیض القدیر :341/2)